نماز میں ناف کے
نیچے ہاتھ باندھنا
از قلم
مناظر اسلام مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی
منجانب
النعمان سوشل میڈیا سروسز

آنحضرت ﷺ سے جس طرح قرآن پاک لفظی تواتر کے ساتھ ثابت ہے، اسی طرح آپ ﷺ سے نماز عملی تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔

مسلمان ہر ملک میں ہر گھر میں پانچ مرتبہ نماز ادا کرتے ہیں لیکن جس طرح متواتر قرآن کے خلاف بعض شاذ قرأتیں کتابوں میں ملتی ہیں مگر ان کو آج تک مسلمانوں نے تلاوت قرآن میں شامل نہیں کیا اسی طرح اس متواتر عملی نماز کے خلاف بھی بعض شاذ روایات کتابوں میں ملتی ہیں مگر ان کو اہل اسلام نے اپنی متواتر نماز میں داخل نہیں کیا۔

مثلاً: قرآن پاک میں سب مسلمان یہ آیت پڑھتے ہیں و الليل اذا يغشى و النهار اذا تجلى و ما خلق الذكر و الانثى (اللیل ۱،۳) مگر بخاری شریف میں ایک قرأت یوں ہے و الليل اذا يغشى و النهار اذا تجلى و الذكر و الانثىٰ (بخاری ج ۲ ص ۷۳۷) اب تمام مسلمان اسی متواتر قرأت کی تلاوت کرتے ہیں۔

اس ملک میں جس طرح قرآن پاک حنفی لے کر آئے اسی طرح حضور ﷺ کی نماز بھی احناف کے ذریعہ یہاں پہنچی، اس ملک میں قرآن پاک قاری عاصم کوفی کی قرأت اور قاری حفص کوفی کی روایت کے مطابق پہنچا تو نماز بھی امام اعظم ابوحنیفہ کوفی کی تدوین

کے مطابق پہنچی۔اب کوئی شاذ قرأتوں کے اختلاف سے اس قرآن پاک کے بارے میں وسوسے ڈالنے لگے اور اس قرآن کو کوئی قرآن کہہ کر اس کا انکار کرے تو یہ کوئی دینی خدمت نہیں ہوگی۔اسی طرح بعض شاذ ومتروک اور مرجوح روایات کی بنا پر اس متواتر نماز کے خلاف وسوسے ڈالے اور اس کو کوئی نماز کہہ کر غلط قرار دے تو یہ دین دشمنی ہے۔

اس ملک میں کافروں کو مسلمان احناف نے کیا اور ان کو نماز سکھائی تو سب لوگ ناف کے نیچے ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتے تھے،بارہ سو سال کے طویل عرصہ میں کبھی یہ آواز نہیں اٹھی کہ نماز کا یہ طریقہ خلاف سنت ہے،اس بارہ سو سال کے طویل عرصہ میں یہاں کے علماء، اولیاء اللہ اور عوام حج اور تعلیم کے لئے حرمین شریفین کا سفر کرتے رہے مگر وہاں بھی کسی عالم نے ان کو یہ نہ کہا کہ تم خلاف سنت نماز پڑھتے ہو،پوری تاریخ اسلام میں ایسا ایک واقعہ بھی نہیں ملتا۔ ۱۲۹۰ھ میں نہ مکہ مکرمہ میں،نہ مدینہ منورہ میں،نہ کسی اسلامی سلطنت میں بلکہ ملکہ وکٹوریہ کے دور میں ہندوستان میں مولوی محمد حسین بٹالوی وکیل اہل حدیث ہند نے ایک اشتہار کے ذریعہ اس متواتر عملی نماز کے خلاف آواز اٹھائی کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا خلاف سنت ہے،یہ اشتہار شہر شہر قریہ قریہ پھیلایا گیا،اس اشتہار نے حکومت برطانیہ کی ''لڑاؤ اور حکومت کرو'' کی پالیسی کو عملی جامہ پہنایا۔اور برصغیر کی ہر مسجد اور ہر گھر کو میدان جنگ بنا کر رکھ دیا۔قرآنی حکم والفتنة اشد من القتل کو پس پشت ڈال کر مسلمانوں میں فتنہ وفساد کی آگ بھڑکائی۔حکومت برطانیہ کی تعریف اور اکابر اسلام پر سب وشتم کر کے لعن آخر هذه الامة اولها کا غلغلہ بلند کیا۔

اب فطری بات تھی کہ اس متواتر نماز کے خلاف ان کے پاس کون سی متواتر دلیل تھی۔ان سے سوال ہوا کہ کیا سینے پر ہمیشہ ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنے کی کوئی متواتر دلیل آپ حضرات کے پاس ہے؟ تو مولوی ثناء اللہ نے کہا۔

پہلی دلیل:

قرآن پاک کی یہ آیت فصل لربك و انحر کے معنی یہ ہیں کہ نماز پڑھو اور

سینے پر ہاتھ باندھو، (فتاوئ علماء حدیث ج ۳، ص ۹۵) اندازہ لگایئے کہ متواتر نماز کے خلاف قرآن کے غلط ترجمہ میں بعض روافض کی تقلید کی گئی۔ جبکہ احادیث صحیحہ میں "و انحر" کی تفسیر قربانی کرنے سے آئی ہے تو کہنے لگے ہم سنیوں کے موافق اس آیت کی تفسیر قربانی سے بھی کرتے ہیں اور رافضیوں کے موافق سینے پر ہاتھ باندھنے سے بھی۔ تو کہا گیا کہ جب اس آیت میں نماز عید اور قربانی کا ذکر ہے تو آپ بھی عید کی نماز کے بعد جب قربانی کریں تو ہاتھ سینے پر باندھ لیا کریں۔ دیکھئے متواتر نماز کے خلاف کس طرح قرآن پاک کی آیت کا غلط مطلب لیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اہل اسلام کی حفاظت فرمائیں۔

دوسری دلیل:

اس متواتر نماز کے خلاف غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولوی ثناء اللہ نے یہ لکھا ہے کہ سینے پر ہاتھ باندھنے کی روایات بخاری، مسلم اور ان کی شروح میں بکثرت ہیں (فتاوئ ثنائیہ ج ۱، ص ۴۴۳۔ فتاوئ علماء حدیث ۳/۹۱) مگر افسوس کہ یہ ایسا ہی جھوٹ ہے جیسا مرزائی قادیانی نے کہا تھا کہ بخاری میں حدیث ہے کہ آسمان سے آواز آئے گی یہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے، نہ مرزا کی یہ بات بخاری میں ہے، نہ مولوی ثناء اللہ کی بات بخاری و مسلم میں ہے۔ مرزا نے صرف بخاری پر جھوٹ بولا اور ثناء اللہ نے بخاری مسلم دونوں پر۔

تیسری دلیل:

اس متواتر نماز کے خلاف قرآن پاک بخاری اور مسلم پر جھوٹ بولنے کے بعد ایک اور دلیل تلاش کی گئی۔ ابن ماجہ، ترمذی، دارقطنی اور مسند احمد میں دو جگہ ایک حدیث حضرت ھلب سے تھی۔ کہیں یہ الفاظ تھے کہ آپ ﷺ نے دایاں ہاتھ بائیں پر رکھا، کسی میں تھا کہ ایک ہاتھ دوسرے پر رکھا، مسند احمد میں ایک جگہ ھذہ علی ھذہ میں کاتب کی غلطی سے یوں ہو گیا یضع ھذہ علی صدرہ یہاں صدرہ کاتب کی غلطی تھی کیونکہ مجمع

الزوائد، کنز العمال اور جمع الجوامع میں یہ لفظ نہیں آیا جبکہ مسند احمد کی زیادات سب ان کتابوں میں درج ہیں، دوسرے هذه کو کاتب نے غلطی سے صدره کر دیا تھا، پہلے هذه کو مولوی ثناء اللہ نے یدہ سے بدل دیا۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ا ص ۴۵۸، مسند احمد ج ۵ ص ۲۲۶) اور اس طرح تحریف لفظی کر کے متواتر نماز کو غلط قرار دینے پر زور لگایا گیا۔

چوتھی دلیل:

قرآن پاک کی تحریف معنوی، بخاری مسلم پر جھوٹ اور مسند احمد میں تحریف لفظی کرنے پر بھی مسئلہ ثابت نہ ہوا تو آخری سہارا صحیح ابن خزیمہ کو بنایا گیا۔ اس میں ایک حدیث حضرت وائل رضی اللہ عنہ سے ہے، جس میں علی صدرہ کا لفظ ہے مگر سند یوں تھی: مؤمل بن اسماعیل، سفیان، عاصم، کلیب، وائل۔ ان میں پہلا راوی انتہائی ضعیف، اس کے بعد کے تینوں راوی کوفی تھے، ان کا عقیدہ ہے کہ عراقی ہزار حدیث بھی سنا دے تو نوسو نوے تو چھوڑ ہی دے اور باقی دس میں بھی شک کر (حقیقت الفقہ ص ۱۰۱) نیز سفیان کو یہ لوگ: آہستہ آمین کی حدیث میں غلط کار قرار دے چکے ہیں، اور عاصم کو ترک رفع یدین کی حدیث میں ضعیف کہہ چکے ہیں اور کلیب کو بھی ترک رفع یدین کی ایک روایت میں ضعیف کہہ چکے ہیں۔ ان چاروں راویوں میں سے ایک بھی کسی سند میں آجائے تو یہ اس حدیث کو ضعیف کہتے ہیں تو جس سند میں یہ چاروں اوپر نیچے آجائیں، وہ کیسے صحیح ہوسکتی تھی۔ آخر اس کا حل یہ تلاش کیا گیا کہ سند ہی بدل دی اور حدیث سے ابن خزیمہ ج ا، ۲۴۳ کی سند اتار کر مسلم ج ا ص ۱۷۳ کی سند لگادی۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ا ص ۴۴۴۔ فتاویٰ علماء حدیث ج ا ص ۹۱) وہ سند یہ ہے کہ عفان عن همام عن محمد بن جحادة عن عبد الجبار بن وائل عن علقمة بن وائل عن ابيه۔ ایک متواتر نماز کو غلط قرار دینے اور مسلمانوں میں فتنہ وفساد کی آگ بھڑکا کر انگریز کو خوش کرنے کے لئے کیسی کیسی حرکتیں کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ اسلام اور اہل اسلام کو اپنی حفاظت میں رکھیں۔

پانچویں دلیل:

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس متواتر نماز کو غلط ثابت کرنے کے لئے قرآن پاک کی تحریف معنوی کی، بخاری مسلم پر جھوٹ بولا، مسند احمد کی حدیث میں تحریف لفظی کی، صحیح ابن خزیمہ کی سند تبدیل کی، آخر تھک ہار کر بیٹھ گئے۔ آخر گوجرانوالہ کے مستری نور حسین میدان میں نکلے، آپ نے اپنے رسالہ اثبات رفع یدین ۱۹/۲۰ پر حضرت وائل ﷺ کی ایک حدیث لکھی جس میں علی صدرہ کالفظ لکھا اور صحیح مسلم ۱/۱۷۳، ابن ماجہ ص ۶۴، دارمی ص ۱۰۷، دارقطنی ص ۱۱۸، ابوداؤد ص ۱۹۳، بخاری ص ۱۴، مسند احمد ۳/۱۴۷، مشکوٰۃ آٹھ کتابوں کا حوالہ دیا، جبکہ ان میں یہ جملہ کسی ایک میں بھی موجود نہیں ہے، ایک ہی سانس میں حدیث کی آٹھ کتابوں پر جھوٹ بڑے حوصلے کی بات ہے، اگر چہ حدیث پاک میں جھوٹ بولنا منافق کی نشانی قرار دیا گیا ہے، مگر اہل حدیث نے وہ ریکارڈ توڑ ڈالا کیونکہ ہمیں کسی ایسے منافق کا نشان نہیں ملا جس نے ایک ہی سانس میں حدیث کی آٹھ کتابوں پر جھوٹ بول دیا ہو، اگر کسی صاحب علم کو ایسا منافق معلوم ہو تو ہمارے علم میں ضرور اضافہ فرمائیں۔

فقہ پر جھوٹ:

اب غیر مقلدین جب ہر طرف سے لاجواب ہو گئے تو بے چارے عوام کو گمراہ کرنے کے لئے یوں لکھ مارا۔ ''ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی حدیث باتفاق محدثین ضعیف ہے (ہدایہ ۱/۳۵۰) سینے پر ہاتھ باندھنے کی حدیث باتفاق محدثین..... (ھدایۃ ص ۲۵۰، شرح وقایہ ص ۹۳) ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی حدیث مرفوع نہیں ہے (شرح وقایہ ص ۹۳) یہ تینوں حوالے محض جھوٹ ہیں کوئی غیر مقلد ہدایہ اور شرح وقایہ کے متن کی اصلی عبارت پیش کردے جس کا یہ ترجمہ ہو تو ہم دس ہزار روپے فی حوالہ انعام دیں گے۔ اور آخر میں آپ حیران ہوں گے یہ بھی لکھ دیا گیا کہ ''حضرت مرزا مظہر جان جاناں مجددی حنفی سینہ پر باندھنے کی دلیل کو بسبب قوی ہونے کے ترجیح دیتے تھے اور خود سینے پر ہاتھ

باندھتے تھے (ہدایہ ۱/۳۵۱) یہ بھی محض جھوٹ ہے۔ کیا کوئی غیر مقلد ہے جو ہمت کر کے اس عبارت کی اصل عربی ہدایہ کے متن میں دکھا سکے اور دس ہزار روپے مزید انعام لے، اور یاد رہے کہ صاحب ہدایہ کا وصال ۵۹۳ھ میں ہو گیا تھا اور حضرت مظہر جان جاناں ان کے وصال کے ۵۱۸ سال بعد ۱۱۱۱ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ پھر ان کا قول اور عمل صدیوں پہلے کی کتاب میں کیسے درج ہو گیا، یہ سارے جھوٹ حقیقت الفقہ ص ۱۹۳ پر ہیں۔

نوٹ: فتاویٰ علماء حدیث (۹۳/۳) پر حضرت وائل ﷺ کی ایک روایت السنن الکبریٰ کے حوالے سے مذکور ہے، علامہ ابن ترکمانی نے اس پر تحریر فرمایا تھا کہ اس میں محمد بن حجر کے بارے میں امام ذہبیؒ نے فرمایا کہ اس کی احادیث منکر ہیں اور ام عبدالجبار مجہول ہے (الجوہر النقی ۳/۲) علامہ نیموی فرماتے ہیں کہ اس سند کا راوی سعید بن عبدالجبار بھی ضعیف ہے۔

(كذا في الميزان و التقريب، آثار السنن ١/٦٩)

جھوٹ پر جھوٹ:

فتاویٰ علماء حدیث (۹۴/۳) پر ہے کہ عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں اعتراف فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء حنفیہ ایسے دلائل سے حجت پکڑتے ہیں جو موثق نہیں ہیں، حالانکہ یہ عبارت عمدۃ القاری میں موجود نہیں ہے، پھر ابن امیر الحاج کی شرح منیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ ہاتھ باندھنے کے سلسلے میں حضرت وائل ﷺ کی سینے والی حدیث کے علاوہ کوئی حدیث صحیح نہیں ہے، یہ بات بھی شرح منیہ میں نہیں ملی، پھر فتاویٰ علماء حدیث (۹۵/۳) پر شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی شافعیؒ کی کتاب عوارف المعارف سے نقل کیا ہے کہ وانحر کا معنی ہے ہاتھ سینے پر رکھو۔ حالانکہ عوارف المعارف عربی ص ۳۰۹ پر تحت الصدر اور مترجم اردو ص ۴۶۳ پر ہے کہ سینے کے نیچے رکھو، افسوس ہے کہ جھوٹ اور خیانت میں ان لوگوں نے سب کو مات کر دیا ہے اللہ تعالیٰ ہی اپنے دین کا محافظ ہے تاہم (فتاویٰ علماء حدیث ۹۲/۳) پر یہ تسلیم کر لیا کہ "سینے پر ہاتھ باندھنے کی حدیث نہ

ائمہ اربعہ کو پہنچی نہ ہی صحابہ اور تابعین کے زمانے میں اس پر عمل تھا تاہم یہ عمل نہ ہونا تنسیخ کی دلیل نہیں'' حیرت ہے کہ باقی نماز تو بچوں تک کو پہنچ جائے مگر یہ نماز کی حدیث ائمہ اربعہ صحابہ اور تابعین کو خواب میں بھی نظر نہ آئے اس سے بڑھ کر شذوذ اور کیا ہوگا۔

(۲) عن وائل بن حجر رضی اللہ عنہ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یضع یمینه علی شماله تحت السرة (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۲/۳۹۰ الشافعی استاد بخاری)

ترجمہ: حضرت وائل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں پر زیر ناف رکھا۔ اس کی سند نہایت صحیح ہے۔ (آثار السنن ۱/۶۹)

مولوی محمد حنیف فرید کوٹی جھنگوی اس سنت رسول کا مذاق یوں اڑاتے ہیں

''حنفیوں کی نماز نہیں ہوتی کیونکہ یہ آلہ تناسل پر ہاتھ باندھتے ہیں'' (قول حق ص ۲۱)

قیام حشر کیوں نہ ہو کہ اک کلچڑی گنجی
کرے ہے حضور بلبل بستاں نوا سنجی

(۳) عن علی قال سنة الصلوة وضع الایدی علی الایدی تحت السرة (مصنف ابن ابی شیبه ۱/۳۰۱ مسند احمد ۱/۱۱۰)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز کی سنت یہ ہے کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر ناف کے نیچے رکھے۔

سنت دائمی عمل کو کہتے ہیں غیر مقلد اگر ایک صحیح حدیث پیش کریں جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے پر ہاتھ باندھنے کو کسی خلیفہ راشد نے دائمی عمل یعنی سنت قرار دیا ہو تو ہم ان کو مبلغ پچاس ہزار روپیہ نقد انعام دیں گے۔

(۴) عن انس رضی اللہ عنہ قال ثلاث من اخلاق النبوة تعجیل الافطار وتاخیر السحور و وضع الید الیمنی علی الیسری فی الصلوة تحت السرة (۳۲/۲ بحوالہ ابن حزم ۴/۱۳)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا تین باتیں سب نبیوں کے اخلاق میں ہیں:

جلد افطار کرنا، سحری میں تاخیر کرنا اور نماز میں دایاں ہاتھ بائیں پر زیر ناف رکھنا۔

کیا کوئی غیر مقلد انبیاء علیہم السلام کا دائمی عمل سحر و افطار کی طرح سینے پر ہاتھ باندھنا ثابت کرسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

(۵) عن ابی هريرة ﷜ قال وضع الكف على الكف فى الصلوة تحت السرة (الجوہر بحوالہ ابن حزم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ﷜ نے کہا ہاتھ کو ہاتھ پر نماز میں ناف کے نیچے رکھا جائے۔

غیر مقلدین میں جرات ہے تو لاکھ سے زائد صحابہ کرام میں سے ایک صحابی کا قول پیش کریں کہ ہاتھ سینے پر باندھا کرو۔

(۶) عن ابراهيم النخعیؒ قال يضع يمينه على شماله فى الصلوة تحت السرة (ابن ابی شیبہ ۱/۳۹۰)

ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعیؒ نے فرمایا کہ اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے۔

قال محمد و به ناخذ (کتاب الآثار) امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ہمارا اسی پر عمل ہے۔

(۷) عن ابی مجلز يضع باطن كف يمينه على ظاهر كف شماله و يجعلهما اسفل من السرة (ابن ابی شیبہ ۱/۳۹۱)

ابو مجلزم ۱۰۰ھ فرماتے ہیں دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کے بیرونی حصہ پر رکھے اور ان کو ناف کے نیچے رکھے۔

تمام صحابہ﷜، تمام تابعینؒ اور تمام تبع تابعینؒ میں سے کسی ایک سے بھی سینہ پر ہاتھ باندھنا ثابت نہیں اور قیامت تک کوئی ثابت بھی نہیں کرسکتا بلکہ فتاویٰ علماء حدیث ۳/۹۳ پر اس کا اعتراف کرلیا ہے کہ صحابہ و تابعین کا اس حدیث پر عمل نہیں تھا۔

(۹،۸) ابن حزم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تعلیقاً اور مسند الامام زید میں سند کے ساتھ حضرت علی﷜ سے روایت کی ہے کہ تین باتیں تمام انبیاء کرام کے اخلاق سے ہیں۔ افطار میں جلدی کرنا، سحری میں تاخیر کرنا اور نماز میں دایاں ہاتھ بائیں پر ناف کے نیچے رکھنا۔

ائمہ اربعہ:

جس طرح قرآن پاک سات قاریوں کی قرأت سے امت کو ملا ہے جو قرأت ان ساتوں قاریوں میں سے کسی سے ثابت نہ ہو وہ شاذ اور مردود ہے، قرآن ہرگز نہیں۔ اسی طرح جس روایت پر ائمہ اربعہ میں سے کسی نے بھی عمل نہ کیا ہو، وہ قطعاً اور یقیناً شاذ ہے، سینہ پر ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا ائمہ اربعہ میں سے کسی کا مسلک نہیں (نووی شرح مسلم ۱/۱۷۳) اور امام ترمذی اختلافات کا ذکر کیا کرتے ہیں انہوں نے ترمذی شریف میں کسی کا مسلک سینہ پر ہاتھ باندھنا نہیں بتایا۔ فتاویٰ علماء حدیث ۳/۳ پر اعتراف کرلیا ہے کہ سینہ پر ہاتھ باندھنے کی حدیث ائمہ اربعہ کو نہیں پہنچی۔

اجماع:

مولانا عبدالحیٔ لکھنوی فرماتے ہیں۔ اما فی حق النساء فاتفقوا علی ان السنة لهن وضع اليدين على الصدر (العنايه ۱۵۲/۳)

ترجمہ: بہرحال علماء کا اتفاق ہے کہ عورتوں کے حق میں یہ سنت ہے کہ وہ ہاتھ نماز میں سینہ پر رکھیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کے لئے سینہ پر ہاتھ باندھنا اجماعی مسئلہ ہے۔ اور اجماع کا مخالف قرآن وحدیث کے موافق دوزخی ہے۔

غیر مقلدین سنت کی دشمنی کے لئے اپنی مساجد میں اشتہار لگاتے ہیں ان میں ایک اشتہار ہے ''نماز میں سینہ پر ہاتھ'' اس میں دائیں کونے پر اطیعوا اللہ لکھا ہے اور پھر اللہ کے حکم فصل لربك و انحر سے رافضیوں کی تقلید میں نماز عید کے بعد سینہ پر ہاتھ باندھنا لکھا ہے۔

حدیث اول کی سند بھی ضعیف ہے اس کا راوی سماک بن حرب ہے اور حدیث کے ترجمہ میں ہے کہ آپ دونوں طرف سلام پھیرتے اور وہ ہاتھوں کو سینہ پر رکھتے تھے۔ یہ

''ہاتھوں'' خدا جانے کس لفظ کا ترجمہ ہے، پھر ابن خزیمہ والی روایت نقل کی ہے جس کا ضعیف ہونا بیان ہو چکا ہے، پھر طاؤس کی مرسل اور ضعیف سند جس کا راوی سلیمان بن موسیٰ ہے لکھی ہے، یہ نہایت ضعیف حدیث ہے، محمد بن حجر ضعیف، سعید بن عبدالجبار ضعیف اور ام یحیی مجہولہ ہیں پھر ابن عباس کا قول جو بالکل جھوٹا ہے نقل کیا ہے کیونکہ راوی روح بن المسیب جھوٹی احادیث بنا تا تھا۔

یہ شاذ، متروک اور ضعیف روایات بھی اس کے دعویٰ کی دلیل نہیں، کسی ضعیف حدیث میں بھی سنت یعنی دائمی عمل مذکور نہیں۔ خلفائے راشدین، عشرہ مبشرہ، کسی ایک صحابی، ایک تابعی، ایک تبع تابعی، ائمہ اربعہ میں سے کسی امام کا مذہب بھی وہ سینے پر ہاتھ باندھنے کا ثابت نہیں کر سکا۔ ان شاذ روایات کو سنت کہنا ایسی ہی جہالت ہے جیسے کوئی جاہل ساتوں قرأتوں کے خلاف کسی شاذ اور متروک روایت کو قرأت کا نام دے اور اس متواتر قرآن کے خلاف اشتہار بازی کرے۔ یہ حرکت پادری فانڈر، سوامی دیانند، پنڈت رام چندر نے تو کی تھی اب اہل حدیث بھی ان کی تقلید میں اسی حرکت پر اتر آئے ہیں۔

اہل سنت حضرات کو ان کے وساوس سے اپنے ایمان کی حفاظت کرنی چاہئے اور سورت والناس پڑھ کر ان پر دم کر دینا چاہئے کہ یا اللہ ان کے وسوسے ان ہی کے پاس رہیں، ہمیں ان وسوسوں سے محفوظ رکھنا آمین یاالٰہ العالمین۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ بوقت اختلاف خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت کو مضبوط پکڑنا۔ ہم نے اس مسئلے میں ان احادیث پر عمل کیا جن پر عمل کو خلیفہ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سنت کہا اور حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ جو حدیثیں میری سنت کے خلاف ہوں وہ میری طرف سے نہیں (دارقطنی) اس لئے ہم نے اس روایت پر عمل نہیں کیا جو خلاف سنت ہے، ہاں اگر کوئی غیر مقلد سینے پر ہاتھ باندھنے کا سنت ہونا کسی خلیفہ راشد سے ثابت کر دے تو ہم اسے بھی سنت مان لیں گے۔

سنت کا مذاق:

یہ فرقہ سنتوں کا دشمن ہے، یہ سنت جو تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے، اس کے بارے میں غیر مقلد عالم فیض عالم صدیقی اپنی کتاب اختلاف امت کا المیہ ۸۷ پر لکھتے ہیں ''مردوں کو ہاتھ ناف کے نیچے باندھنے چاہئیں'' (کتب فقہ) یہاں ایک لطیفہ یاد آیا ہے کہ خلفاء بنی عباس میں سے ہارون کا ایک نماز میں ازار بند کھل گیا اور اس نے سینے سے ہاتھ نیچے کر کے ازار بند سنبھال لیا، نماز سے فراغت کے بعد مقتدیوں نے حیرانی سے ہارون الرشید کے اس فعل کو دیکھا، قاضی ابو یوسف صاحب نے فتویٰ دے دیا کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا ہی صحیح ہے''۔

بڑے سے بڑے منکر حدیث نے بھی حدیث کا ایسا مذاق نہ اڑایا ہوگا جیسا اس نام نہاد اہل حدیث نے سنت کا مذاق اڑایا ہے، فقہ کا نام آتے ہی یہ لوگ سراپا استہزاء بن جاتے ہیں ذرا فقہ کا تھوڑا سا تقابل دیکھئے۔

فقہ حنفی	فقہ غیر مقلدین
ا۔منی ناپاک ہے۔	منی پاک ہے۔(عرف الجادی ص ۱۰۔کنز الحقائق ص ۱۶)
۲۔دم مسفوح (خون) ناپاک ہے	حیض کے سوا سب خون پاک ہیں (کنز الحقائق ۱۶)
۳۔خنزیر ناپاک ہے۔	خنزیر پاک ہے۔اسی طرح اس کی ہڈی، پٹھے وغیرہ پاک ہیں۔(کنز الحقائق ص ۱۳)
۴۔خمر (شراب) ناپاک ہے۔	خمر (شراب) پاک ہے۔(کنز الحقائق ص ۱۶)
۵۔مردار نجس ہے۔	مردار نجس نہیں۔(عرف الجادی ص ۱۰)
٦۔کتے کا جھوٹا ناپاک ہے۔	کتے کا جھوٹا اور پیشاب اور پاخانہ پاک ہے، حق یہی ہے۔(نزل الابرار ۴۹۸)

افسوس ہے کہ سنتوں کا انکار اور گندے مسائل کی اشاعت حدیث کے نام پر کی جا رہی ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق کے قبول اور عمل و استقامت کی توفیق عطا فرمائیں۔

غیر مقلدین کی قسمت میں اتباعِ حدیث کہاں!

(تحت السرة والی صحیح حدیث کا انکار)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدهٗ و نصلی علٰی رسوله الکریم . امابعد :

نام نہاد جماعت اہلحدیث بہاولپور نے احادیث پر جھوٹ بولنے اور احادیث کے انکار کی جو مہم شروع کر رکھی ہے اس سلسلہ میں انکے ایک پمفلٹ ''ہم نماز میں رفع یدین کیوں کرتے ہیں؟'' پر تبصرہ کرتے ہوئے میں نے اپنی بہاولپور کی تقریر میں کہا تھا کہ غیر مقلدین کو اپنی رفع یدین کی گنتی بھی یاد نہیں، یہ لوگ چار رکعت میں دس جگہ ہمیشہ رفع یدین کرتے ہیں اور ۱۸ جگہ کبھی رفع یدین نہیں کرتے، جس بچے کو صرف بیس تک گنتی یاد ہو وہ بھی ان کی رفع یدین کرنے اور نہ کرنے کے مقامات گن سکتا ہے۔ اس پمفلٹ میں صفحہ ۷ پر انہوں نے حدیث نقل کی ہے کہ چھ شخصوں پر اللہ کا رسول بھی لعنت کرتا ہے اور اللہ بھی لعنت کرتا ہے، ان چھ شخصوں میں سے ایک وہ شخص ہے جو سنت رسول اللہ ﷺ کا تارک ہو۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ جس شخص کے نزدیک آپ ﷺ کی ایک سنت ثابت ہو جائے پھر اس کا وہ تارک ہو تو وہ لعنتی ہے۔ جماعت اہلحدیث بہاولپور نے صفحہ ا پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث لکھی ہے، اس میں نہ پوری دس جگہ رفع یدین کرنے کا ہمیشہ کا اثبات ہے نہ ۱۸ جگہ ہمیشہ رفع یدین کی نفی ہے۔ گویا دعویٰ سے مطابقت نہیں، اسی طرح صفحہ ۳ پر حضرت

مالک بن الحویرث اور حضرت وائل بن حجرؓ کی حدیث کا حوالہ دیا ہے، ان کی احادیث میں بھی نہ دس جگہ کا اثبات نہ ۱۸ جگہ کی نفی نہ ہمیشہ کا لفظ۔

پہلا چیلنج...... میں نے چیلنج کیا تھا کہ ان تینوں مندرجہ احادیث کے موافق نماز پڑھنے والا جماعت اہلحدیث بہاولپور کے نزدیک نمازی نہیں بلکہ لعنتی ہے ورنہ وہ ان تینوں احادیث میں دس جگہ کا اثبات ۱۸ جگہ کی نفی اور ہمیشہ کا لفظ دکھادیں۔

دوسرا چیلنج...... جماعت اہلحدیث بہاولپور نے صفحہ ۳ پر لکھا ہے: حضرت مالک بن حویرثؓ ۹ھ گرمی میں مسلمان ہوئے۔ (بخاری، مسلم) میرا چیلنج یہ تھا کہ یہ جماعت اہلحدیث بہاولپور کا جھوٹ ہے نہ بخاری میں ہے کہ حضرت مالک بن حویرثؓ ۹ھ گرمی میں مسلمان ہوئے نہ مسلم میں۔ یہ بخاری ومسلم سے دکھادیں ورنہ حدیث پاک کے مطابق جھوٹ بولنا منافق کی علامت ہے نہ کہ اہلحدیث کی۔

تیسرا چیلنج...... جماعت اہلحدیث بہاولپور نے صفحہ ۳ پر لکھا ہے: حضرت وائل بن حجرؓ ۹ھ میں سردی میں مسلمان ہوئے پھر ۱۰ھ میں وہ سردیوں میں دوبارہ مدینہ منورہ آئے۔ (ابوداؤد، طحاوی، جزء رفع یدین) میرا چیلنج ہے یہ بات ان تینوں کتابوں میں سے کسی ایک میں بھی نہیں ہے۔

چوتھا چیلنج...... حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے متعلق لکھا ہے جو یہ متنازع فیہ رفع یدین نہ کرتا تھا اسے پتھر مارتے تھے (احمد) یہ مسند احمد سے دکھادیں کہ جو شخص دس جگہ رفع یدین نہ کرتا اور ۱۸ جگہ کرتا اس کو پتھر مارتے تھے، وہاں ہرگز نہیں ہے۔ یہ روایت اصل مسند میں حمیدی میں ہے جسمیں ہے کہ جو ہر اونچ نیچ پر رفع یدین نہ کرتا اس کو پتھر مارتے، ہر اونچ نیچ پر رفع یدین کرنے سے چار رکعت میں ۲۸ جگہ رفع یدین بنتی ہے اور غیر مقلد صرف دس جگہ کرتے ہیں گویا ہر چار رکعت میں غیر مقلدین ۱۸ پتھر کھانے کے حق دار ہیں۔ اس سے تو معلوم ہوا کہ اگر حضرت عبداللہ بن عمرؓ ان کو دیکھ لیتے تو سنگسار کردیتے یہ بات بھی نامکمل لکھی ہے۔

انصاف......اگر جماعت اہلحدیث بہاولپور میں ذرہ بھر بھی انصاف ہوتا تو

انکا فرض تھا کہ پہلے یہ میرے چیلنج میرے الفاظ میں نقل کرتے، پھر نیچے لکھتے کہ یہ چیلنج قبول ہیں، مگر انصاف اور غیر مقلدین میں مشرق و مغرب کا اختلاف ہے۔ عوام کو دھوکا دینے کیلئے ویسے ہی لکھ دیا کہ چیلنج قبول ہے۔ اگر ان میں حیاء، وغیرت کا ایک ذرہ بھی ہے تو وہ میرے یہ چاروں چیلنج لکھ کر شائع کریں کہ ہمیں چیلنج قبول ہے۔ مگر وہ جہنم میں رسید ہونا تو قبول کر سکتے ہیں اس طرح میرے چیلنج لکھ کر کبھی قبول نہیں کر سکتے۔

؎ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

وہ بھاگے ... جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ. اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا.

''حق آیا اور باطل مٹ گیا، باطل مٹنے ہی والا تھا'' اب بہاولپور میں یہ شور مچایا کہ ہم فقہ حنفی پر مناظرہ کریں گے، گویا یہ مہر لگا دی کہ ہم مندرجہ بالا باتوں میں جھوٹے ہیں۔ ان چیلنجوں کو ہرگز قبول نہیں کر سکتے نہ ہی کریں گے بلکہ ایک جھوٹ سے دوسرے جھوٹ کی طرف بھاگتے رہیں گے اور یہ بھاگنا ان کا اس دن تک ختم نہیں ہوگا جب تک حضرت عزرائیل علیہ السلام ان کو گرفتار کر کے ان جھوٹوں کو آخری حساب کیلئے خداوند کے حضور پیش نہ کر دیں۔

جس طرح اہل قرآن کہلانے والے دو دعوے کرتے ہیں کہ حدیث کو ماننا جائز نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے حدیث کو ماننے سے منع کیا ہے اور دوسرا دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ احادیث قرآن پاک کے خلاف ہیں۔ اسی طرح غیر مقلدین بھی دو دعوے کرتے ہیں کہ ہم فقہ کو بالکل نہیں مانتے کیونکہ اللہ ورسول نے فقہ کو ماننے سے منع کیا ہے۔ دوسرا دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ فقہ حنفی کے مسائل صراحتاً قرآن وحدیث کے خلاف ہیں:

پہلا مناظرہ...... اس لئے پہلا مناظرہ اس بات پر ہوگا کہ وہ قرآن وحدیث سے ثابت کریں گے کہ اللہ ورسول اللہ ﷺ نے فقہ کو ماننے سے منع کیا ہے اور اہل السنۃ والجماعۃ ثابت کریں گے کہ فقہ کو ماننے کا ذکر ہے۔ اگر انہوں نے قرآن وحدیث سے ثابت کر دیا کہ فقہ کو ماننا منع ہے تو ہم فقہ کو چھوڑ دیں گے، اس کے بعد دوسرے مناظرے کی

ضرورت باقی نہ رہے گی اور اگر ہم نے ثابت کر دیا کہ فقہ کو ماننا ضروری ہے تو وہ فقہ کو مان لیں گے۔ ہاں اگر یہ صورت بن گئی کہ فقہ کو ماننا ضروری ہے اور ہم بھی فقہ کو مانتے ہیں لیکن ہماری فقہ صحیح ہے اور حنفی فقہ غلط ہے مثلاً نزل الابرار صحیح ہے اور درمختار غلط ہے، کنز الحقائق صحیح ہے اور کنز الدقائق غلط ہے، ہدیۃ المہدی صحیح ہے اور ہدایہ غلط ہے وغیرہ۔

دوسرا مناظرہ......تو پھر دوسرا مناظرہ اس طرح ہوگا کہ ہم نزل الابرار پیش کریں گے اور بالترتیب ایک ایک مسئلہ پڑھتے جائیں گے وہ ہر مسئلہ کے موافق ایک ایک آیت یا ایک ایک صحیح، صریح، غیر معارض حدیث لکھواتے جائیں گے، جب ایک کتاب چیک ہو جائے گی تو ہم اس کو مان لیں گے اور حنفی فقہ کو چھوڑ دیں گے۔ اگر وہ اپنی فقہ کو قرآن وحدیث کے موافق ثابت نہ کر سکے اور چونکہ قرآن وحدیث سے ثابت ہو چکا ہوگا کہ فقہ کو ماننا ضروری ہے اور اہل السنۃ کا دعویٰ ہے کہ فقہ کے چار اصول ہوتے ہیں کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ، اجماع امت اور قیاس۔

تیسرا مناظرہ......تو پھر تیسرا مناظرہ اس پر ہوگا کہ ہم فقہ حنفی کے مفتیٰ بہا اور معمول بہا مسائل بالترتیب پڑھیں گے اور غیر مقلدین ہر مفتیٰ بہ اور معمول بہ مسئلہ کے خلاف ایک ایک آیت یا ایک ایک صحیح، صریح، غیر معارض حدیث لکھواتے جائیں گے اور جس مسئلہ کے خلاف آیت یا حدیث پیش نہ کر سکیں گے اس کے سامنے یہ لکھ کر دستخط کر دیں گے کہ ہم نے جھوٹ بولا تھا کہ فقہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے:

شرائط مناظرہ :

(۱)......اہل السنۃ مناظر اپنے اصول اربعہ کی پابندی کرے گا اور ادلہ اربعہ سے باہر نہیں نکلے گا اور غیر مقلد مناظر اپنے اصول کی پابندی کرے گا کہ قرآن وحدیث سے باہر نہیں نکلے گا۔ وہ کسی حدیث کو صحیح کہے گا تو اللہ ورسول سے ثابت کرے گا، کسی حدیث کو ضعیف کہے گا تو وہ اللہ ورسول سے ثابت کرے گا۔

(۲)......چونکہ غیر مقلدین فقہ کے خلاف عام طور پر پروپیگنڈہ کرتے ہیں، اس لئے

مناظرہ کھلا اور عام ہوگا اور انتظامیہ کی ذمہ داری ان پر ہوگی کیونکہ ان کا پروپیگنڈہ ہی مناظرے کا سبب بنا ہے۔

(۳)......اگر وہ برسر عام مناظرے سے فرار اختیار کریں تو وہ پہلے لکھ کر دیں گے کہ ہم آئندہ عوام میں کبھی فقہ کے خلاف پروپیگنڈہ نہیں کریں گے اور گزشتہ جو پروپیگنڈہ کیا اس کی تحریری معافی مانگیں گے۔ ہاں اس کے بعد اگر وہ عدالت میں مناظرہ کرنا چاہیں تو وہ مندرجہ بالا طریقے پر عدالت میں مناظرہ کرلیں، چونکہ حنفی فقہ کم وبیش ہزار سال تک پوری اسلامی دنیا کی عدالتوں میں چلتی رہی ہے ہمیں تو اس پر مکمل اعتماد ہے۔ اب چونکہ غیر مقلدین کو اعتماد کی ضرورت ہے اس لئے فریقین کا خرچہ ان کو برداشت کرنا ہوگا۔

(۴)......مناظرین کا تعین بروقت ہوگا۔

ضروری تنبیہ...... جس طرح قرآن پاک وہی قرآن ہے جس کی مسلمان ہر جگہ تلاوت کررہے ہیں۔ بعض کتابوں میں درج شاذ ومتروک قرأت وروایات قرآن ہرگز نہیں، نہ ہی ان سے اس متواتر قرآن پر کوئی اثر پڑتا ہے۔ اسی طرح مذہب حنفی ان مسائل کا نام ہے جن پر ہر جگہ احناف کا متواتر عمل ہے اور وہ مفتیٰ بہا اقوال بھی ہیں۔ بعض کتابوں میں شاذ ومتروک اقوال جو ہیں وہ مذہب حنفی ہرگز نہیں نہ ان پر اعتراض، مذہب حنفی پر اعتراض ہے اور نہ ہی حنفی ان کے جواب دہ ہیں جیسے موضوع متروک احادیث اور شاذ متروک قرأتوں کے ہم جواب دہ نہیں ہیں، فقط۔

اختلاف نسخہ یا تحریف:۔

کتب احادیث میں اکثر نسخوں کا اختلاف پایا جاتا ہے، کسی نسخہ میں کوئی حدیث ہوتی ہے دوسرے نسخہ میں نہیں ہوتی۔ آج تک علماء ایسی احادیث کو قبول کرتے چلے آرہے ہیں جو بعض نسخوں میں موجود ہوں۔ حافظ ابن حجر کی کتابوں میں ایسی احادیث موجود ہیں جو (حوالہ شدہ) کتابوں کے بعض نسخوں میں ہیں اور بعض میں نہیں۔ کسی نے یہ انداز اختیار نہیں کیا کہ حافظ ابن حجر ۸۵۲ھ میں فوت ہوئے ہیں ان سے پہلے بھی ان کتابوں سے

محدثین نے روایات نقل کی ہیں مگر کسی نے اس روایت کو نقل نہیں کیا اس لئے یہ ابن حجر کی تحریف ہے، اس نے جھوٹی حدیث بنالی ہے۔

نام نہاد اہلحدیث کا مزاج:

نام نہاد اہلحدیث فرقہ جو دور وکٹوریہ کی پیداوار ہے، اس کا ایک خاص مزاج ہے۔ اپنا مسئلہ ثابت کرنے کیلئے جھوٹے دلائل گھڑنے سے بھی باز نہیں آتا اور اہل السنۃ والجماعۃ کے سچے دلائل کا انکار بڑے بھونڈے انداز میں کرتا ہے، حالانکہ یہ دونوں باتیں اخلاقاً اور شرعاً گناہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللهِ وَ كَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ۔ ''پھر اس سے ظالم زیادہ کون ہے جس نے جھوٹ بولا اللہ پر اور جھٹلایا سچی بات کو جب پہنچی اس کے پاس، کیا نہیں دوزخ میں ٹھکانا منکروں کا۔'' جب سے پاک و ہند میں اسلام آیا یہاں سب نمازی ناف کے نیچے ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتے رہے، اس پر دور برطانیہ سے پہلے نہ کوئی جھگڑا ہوا نہ مناظرہ ہوا۔ جب نام نہاد اہلحدیث پیدا ہوئے تو انہوں نے شور مچا دیا کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے سے نماز نہیں ہوتی۔ مولانا محمد حسین بٹالوی (۱۳۳۸ھ) نے سب سے پہلے اس پر اشتہار بازی کی، نواب وحید الزمان صاحب (۱۳۳۸ھ) نے لکھا: دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھے اور پھر دونوں کو سینے پر رکھے یہی مختار مذہب ہے۔ (نزل الابرار ج۱/ص۷۳) جبکہ امام ترمذی الشافعی (۲۷۹ھ) نے اختلاف مذاہب نقل کرتے وقت سینے پر ہاتھ باندھنا کسی کا مذہب نقل نہیں کیا اور امام نووی الشافعی (۶۷۶ھ) نے بھی سینے پر ہاتھ باندھنا کسی کا مذہب نقل نہیں کیا۔ (شرح مسلم ج۱/ص۱۷۳) اب نئے مذہب کیلئے دلائل کی ضرورت تھی تو اس کیلئے کیسے ہاتھ پاؤں مارے گئے۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری کے پانچ جھوٹ:

مولانا ثناء اللہ امرتسری (۱۹۴۸ء) نے اس کے دلائل مہیا کئے، پہلے قرآن پاک سے آیت پیش کی فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ۔ اور اس سے سینے پر ہاتھ باندھنا ثابت کیا

(فتاویٰ ثنائیہ ج ا/ص ۵۳۴، فتاویٰ علمائے حدیث ج ۳/ص ۹۵) قرآن پاک پر جھوٹ بولنے کے بعد بخاری، مسلم پر بھی جھوٹ بول دیا اور لکھا کہ سینہ پر ہاتھ باندھنے اور رفع یدین کرنے کی روایات بخاری اور مسلم اور ان کی شروح میں بکثرت ہیں۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ا/ص ۴۴۳، فتاویٰ علمائے حدیث ج ۳/ص ۹۱) پھر تیسرا جھوٹ مسند احمد پر بولا کہ اس میں ان الفاظ میں حدیث ہے یضع یدہٗ علی صدرہٖ (فتاویٰ ثنائیہ ج ا/ص ۴۵۸) پھر چوتھا جھوٹ ابن خزیمہ پر بولا کہ ابن خزیمہ نے سینے پر ہاتھ باندھنے والی حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ا/ص ۴۵۷) پانچویں جھوٹ میں تو کمال کر دی کہ حدیث کی سند ہی بدل دی۔ ابن خزیمہ کی سند یوں تھی: ابوطاہر، ابوبکر، ابوموسیٰ، مؤمل، سفیان، عاصم بن کلیب، کلیب، وائل بن حجرؓ۔ اس کی بجائے صحیح مسلم کی سند لگا دی جو یوں ہے: زہیر بن حرب، عفان، ہمام، محمد بن حجادہ، عبدالجبار بن وائل، علقمہ بن وائل، وائل بن حجرؓ، یہ کیوں کیا گیا؟ اس لئے کہ ابن خزیمہ کی سند میں راوی مؤمل بن اسماعیل ہے جس کو امام بخاری نے منکر الحدیث کہا ہے۔ (میزان الاعتدال ج ۴/ص ۲۲۸) امام ذہبی ہی لکھتے ہیں کہ جس راوی کو امام بخاریؒ منکر الحدیث فرما دیں اس سے روایت کرنا جائز نہیں۔ (میزان الاعتدال) اس کے علاوہ (۱) ابوحاتم، (۲) ابن حبان، (۳) یعقوب بن سفیان (۴) ساجی، (۵) دارقطنی (۶) ابن سعد (۷) محمد بن نصر مروزی (۸) ابوزرعہ، اسکو کثیر الخطاء کہتے ہیں۔ (میزان، تہذیب) اس کے بعد راوی سفیان ثوری ہیں جو خود اس حدیث کے خلاف ناف کے نیچے ہاتھ باندھتے ہیں۔ (نووی شرح مسلم) جو راوی خود حدیث روایت کرے اور عمل اس کے خلاف کرے اس کی عدالت باقی رہتی ہے یا نہیں؟ ان کے بعد راوی عاصم بن کلیب ہے، نام نہاد اہلحدیث حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ترک رفع یدین والی حدیث کو نہیں مانتے کیونکہ اس کی سند میں عاصم بن کلیب ہے اور وہ منفرد ہے جبکہ اس روایت میں بھی عاصم بن کلیب منفرد ہے۔ آخر قوم شعیب کی طرح ان کے لینے کے باٹ اور دینے کے باٹ اور کیوں ہیں۔ اس کے بعد کلیب بھی کوئی راوی ہے اور نام نہاد اہلحدیث کے نزدیک اہل کوفہ کی روایت نا قابل اعتماد ہے۔

یہ مولانا ثناء اللہ امرتسری کے جھوٹ ہیں، جن کو یہ فرقہ شیخ الاسلام کہتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ مَنْ ھُوَ مُسْرِفٌ کَذَّابٌ. "بے شک اللہ اس کو راہ نہیں دیتا جو بے لحاظ ہو جھوٹا۔" اس طرح سندوں کا بدلنا اور اپنے مذہب نامہذب کیلئے جھوٹ بولنا ان کا شیوہ ہے۔

محمد یوسف جے پوری جھوٹ کا ٹھیکیدار:

محمد یوسف جے پوری نے "حقیقۃ الفقہ" لکھی، اس نے بھی جھوٹ میں حصہ ملانا ضروری سمجھا۔ اس نے لکھا کہ سینہ پر ہاتھ باندھنے کی حدیث باتفاق محدثین صحیح ہے۔ (ہدایہ ج۱/ص۳۵۰) ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی حدیث باتفاق ائمہ محدثین ضعیف ہے۔ (ہدایہ ج۱/ص۳۵۰) ابن المنذر نے امام مالکؒ سے ہاتھ باندھنا روایت کیا ہے۔ (ہدایہ ج۱/ص۳۵۰) اور یہ بھی لکھا ہے کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی حدیث مرفوع نہیں وہ قول حضرت علیؓ سے ہے اور ضعیف ہے (شرح وقایہ ص۹۳) یہ چاروں باتیں بالکل جھوٹ ہیں، ہدایہ اور شرح وقایہ دونوں عربی زبان میں ہیں ان کے متن سے وہ عربی عبارت دکھائیں، جس کا ترجمہ یہ ہو اور محمد یوسف جے پوری اور مولوی داؤد راز کے چہرہ سے یہ جھوٹ کی کالک دھوئیں مگر یہ ہرگز نہ دھو سکیں گے۔ ایک اور لطیفہ ان دونوں کا سنیں، لکھتے ہیں: حضرت مرزا مظہر جان جاناں مجددی حنفی سینہ پر ہاتھ باندھنے والی حدیث کو بسبب قوی ہونے کے ترجیح دیتے تھے اور خود سینہ پر ہاتھ باندھتے تھے (مقدمہ ہدایہ ج۱/ص۱۱۱، ہدایہ ج۱/ص۳۱۵) یہ ہدایہ پر سفید نہیں سیاہ جھوٹ ہے۔ ہدایہ شریف سے وہ عربی عبارت پیش کریں جس کا یہ ترجمہ ہو اور یہ معمہ بھی حل کریں کہ صاحب ہدایہ ۵۹۳ھ میں وصال فرما گئے تھے اور حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ ۱۱۱۱ھ میں ہوئے، بارہویں صدی کی بات چھٹی صدی کی کتاب میں کیسے لکھی گئی۔ کَذٰلِکَ یَطْبَعُ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ قَلْبِ مُتَکَبِّرٍ جَبَّارٍ۔ "اس طرح مہر لگا دیتا ہے اللہ ہر دل پر غرور والے سرکش کے۔"

مولوی نور حسین گرجاکھی:

مولوی نور حسین گرجاکھی نے بھی اس جھوٹ میں حصہ ملانا ضروری سمجھا جس مذہب کی بنیاد ہی جھوٹ پر ہو وہ اگر جھوٹ نہ بولیں تو کیا کریں۔ انہوں نے ''اثبات رفع یدین'' نامی کتابچہ لکھا اس میں حضرت وائل بن حجرؓ کی رفع یدین والی حدیث لکھی اور عربی حدیث میں علیٰ صدرہ یعنی سینے پر ہاتھ باندھنے کا لفظ اپنی طرف سے شامل کر کے نو کتابوں کا حوالہ دے دیا۔ (صحیح مسلم ج۱/ص۱۷۳، ابن ماجہ ص۶۲، دارمی ۱۰۷، دارقطنی ص ۱۱۸، ابوداؤد ج۱/ص۱۹۳ جزء بخاری، مسند احمد ج۳/ص۱۴۷، بیہقی، مشکوٰۃ) حالانکہ اس حدیث میں علیٰ صدرہ نہیں ہے۔ یہاں یہی پڑھا جاسکتا ہے سُبْحَانَکَ ھٰذَا بُھْتَانٌ عَظِیْم. ''اللہ تو پاک ہے، یہ تو بہت بڑا بہتان ہے۔'' نام نہاد اہلحدیث ایسے جھوٹ بولتے ہیں، ان کو خوب چھاپتے اور پھیلاتے ہیں لیکن جب بحث ومناظرہ کی نوبت آئے تو سب اندھے ہو جاتے ہیں، کسی کو اپنے فرقے کے مولویوں کے یہ جھوٹ اور خیانتیں نظر نہیں آتیں بلکہ الٹا اہل السنۃ والجماعۃ پر الزام تراشی کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

مصنف ابن ابی شیبہ:

حدثنا وکیع عن موسیٰ بن عمیر عن علقمہ بن وائل بن حجر عن ابیہ قال: رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وضع یمینہ علیٰ شمالہ فی الصلوٰۃ تحت السرہ. (ج۱/ص۳۹۰ ادارۃ القرآن دارالعلوم الاسلامیہ کراچی) حضرت علقمہ بن وائل اپنے والد وائل بن حجر سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے تھے۔ مصنف ابن ابی شیبہ کے بعض نسخوں میں یہ حدیث ہے، اس میں تحت السرہ کا لفظ نہیں اور بعض نسخوں میں تحت السرہ کا لفظ ہے۔ ان دونوں نسخوں کی اشاعت کا شرف اہل السنۃ و الجماعۃ احناف کو نصیب ہوا۔ جس میں تحت السرہ نہیں اس کو بھی سب سے پہلے احناف

نے ہی حیدر آباد دکن سے شائع کیا اور جس میں یہ لفظ ہے اسکو بھی احناف نے ہی کراچی سے شائع کیا۔ جس سے احناف کی امانت و دیانت واضح ہوتی ہے کہ یہ دونوں نسخوں کو مانتے ہیں لیکن نام نہاد اہلحدیث کا باوا آدم ہی نرالا ہے، اللہ تعالیٰ نے یہود کی روش کچھ اس طرح بیان فرمائی ہے: اَفَكُلَّمَا جَاءَ كُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيْقاً كَذَّبْتُمْ وَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ . (بقرہ۔۸۷) ''پھر بھلا کیا جب پاس لایا کوئی رسول وہ حکم جو نہ بھایا تمہارے جی کو تو تم تکبر کرنے لگے پھر ایک جماعت کو جھٹلایا اور ایک جماعت کو تم نے قتل کر دیا۔'' دوسری جگہ فرماتے ہیں كُلَّمَا جَآءَ هُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰىٓ اَنْفُسُهُمْ وَفَرِيْقًا كَذَّبُوْا فَرِيْقًا يَقْتُلُوْنَ . (المائدۃ۔۷۰) جب لایا انکے پاس کوئی رسول وہ حکم جو خوش نہ آیا ان کے جی کو تو بہتوں کو جھٹلایا اور بہتوں کو قتل کر ڈالتے تھے۔ یعنی غلام کی وفاداری کا امتحان اسمیں ہے کہ جس بات کو دل نہ چاہے آقا کے حکم سے کر گزرے اور اپنی رائے یا خواہش کو آقا کی مرضی کے تابع بنا دے، ورنہ صرف ان چیزوں کو مان لینا جو مرضی اور خواہش کے موافق ہوں کون سا کمال ہے۔

ان آیات میں یہود بے بہبود کی حالت کا نقشہ کھینچا کہ اگر کوئی رسول ایسا حکم سناتا جو ان کی خواہش کے موافق ہوتا تو اس کو بڑی خوشی سے مان لیتے اور اگر کوئی رسول ان کی خواہش کے خلاف حکم سناتا تو اس رسول کو جھٹلاتے بلکہ بعض کو شہید تک کر دیتے۔ یہی حال ان نام نہاد اہلحدیثوں کا ہے، کوئی حدیث ان کی خواہش نفس کے مطابق ہو تو بہت خوش ہوتے ہیں لیکن اگر کوئی حدیث ان کی خواہش نفس کے خلاف ہو تو اس حدیث کو جھٹلانے میں یہود کو بھی مات کر دیتے ہیں۔ اس حدیث کو پوری قوت سے شہید کر دیتے ہیں۔ یہی حال بالکل یہاں ہوا کہ ''تحت السرہ'' کا لفظ ان کی خواہش نفس کے خلاف تھا اس لئے باقی روایات میں آیا ان کو ضعیف کہہ کر جھٹلا دیا مگر ابن ابی شیبہ میں ''تحت السرہ'' کے لفظ کو شہید کرنے کا منصوبہ بنالیا، ہر جاہل و عالم غیر مقلد اس کے انکار کو ہی اپنا دین و ایمان جانتا ہے۔

اس نسخہ کی اطلاع سب سے پہلے الشیخ قاسم بن قطلو بغا شاگرد رشید شیخ ابن ہمامؒ نے دی، ان کا وصال ۸۷۹ھ ہے۔ ان کی مخطوطات پر وسیع نظر تھی، بہت بڑے محدث

تھے، پوری دنیا میں ان کے علم کی دھوم مچی ہوئی تھی۔ اس صدی میں اور پھر دسویں صدی میں گیارہویں صدی کے نصف تک دنیا بھر میں عرب یا عجم کے کسی محدث نے اس کا انکار نہ کیا۔ تقریباً پونے تین سو سال کا عرصہ گزرنے کے بعد محمد حیات سندھی نے کہا کہ مجھے اس قلمی نسخہ میں یہ الفاظ نہیں ملے جو میں نے دیکھا ہے۔ یہ محمد حیات سندھی، محمد معین ٹھٹھوی کا شاگرد ہے جو دراصل شیعہ تھا لیکن تقیہ کر کے اپنے آپ کو حنفی کہتا تھا۔ حضرت مولانا عبدالرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے دراسات اللبیب کے ضمیمہ میں اس کے شیعی عقائد کا تفصیل سے ذکر فرمایا ہے۔ محمد حیات سندھی کی وفات ۱۱۶۳ھ میں ہے، نہ ہی محمد حیات سندھی بعد میں حنفی رہا اور نہ ہی محمد فاخرالہ آبادی حنفی تھا، اس کی وفات ۱۱۶۴ھ میں ہے وہ بھی محمد حیات سندھی کا ساتھی تھا جو محمد معین شیعہ کی وجہ سے حنفیت سے برگشتہ ہو گیا اور محمد فاخر بھی اسی کے مذہب پر تھا۔ الغرض پونے تین سو سال بعد اس نے انکار کیا کہ میرے نسخہ میں نہیں تو مولانا قائم سندھی اور مولانا محمد ہاشم سندھی نے اس کو صحیح نسخہ میں تحت السرہ کا لفظ دکھا کر اس کی بولتی بند کر دی۔ اب یہ اعتراض تو نہ رہا کہ یہ تحت السرہ کسی نسخے میں نہیں ہے، لیکن غیر مقلدیت کے ساتھ ضد اور انکار حدیث تو لازم وملزوم ہیں وہ چونکہ انکار کر چکا تھا لیکن اس ضد کو چھوڑ نہیں سکتا تھا اس لئے یہ شور مچایا: ما سمعنا بهذا في الملة الآخرة یہ نہیں سنا ہم نے پچھلے دین میں۔ مولانا ثناء اللہ کی سوانح عمری میں ہے کہ محمد فاخر الہ آبادی نے پہلی دفعہ جامع مسجد دہلی میں آمین بالجہر کہہ کر تقلید کی بکارت زائل کر دی۔ (نقوش ابوالوفاء ص ۳۵)

خلاصہ...... خلاصہ یہ ہے کہ الشیخ قاسم بن قطلوبغا (۸۷۹ھ) نے یہ حدیث ''تحت السرہ'' کے لفظ کے ساتھ لکھ کر ''تخریج احادیث الاختیار'' میں لکھا: هذا سند جيد اور اس صدی میں کسی نے اس پر انکار نہیں کیا، پھر شیخ ابوالطیب المدنی السندھی نے شرح ترمذی میں یہ حدیث لکھ کر فرمایا: هذا حديث قوي من حيث السند ان کا وصال ۱۱۴۰ھ میں ہے اور شیخ ابوالحسن السندھی کے معاصر ہیں۔ جب شیخ حیات سندھی نے انکار کیا تو شیخ قائم السندھی اور شیخ ہاشم سندھی نے انکو نسخہ صحیحہ دکھایا اور محمد فاخر نے اس زیادت کا انکار

نہیں کیا۔ اس کے بعد شیخ عابد السندھی (۱۲۵۷ھ) نے بھی طوالع الانوار شرح درمختار میں اس حدیث کو ذکر کیا اور اس پر ایک آواز بھی اس کے خلاف بلند نہ ہوئی کیونکہ محمد حیات السندھی کا انکار نہ صرف بے دلیل بلکہ خلاف دلیل تھا۔

مولوی عبدالرحمٰن مبارک پوری:

تا آنکہ مولوی عبدالرحمٰن مبارک پوری غیر مقلد ۱۳۲۵ھ نے محمد حیات السندھی کی مردود بات کو دوبارہ ہوادی اور اس پر تیل چھڑکا لیکن مبارک پوری بھی مانتا ہے کہ بعض نسخوں میں یہ زیادت ہے۔

پہلا وہم = سہو کاتب:

انکار حدیث ہر غیر مقلد کی سرشت میں داخل ہوتا ہے اسلئے انکار حدیث کیلئے انکا کہنے ہے کہ نسخوں میں ''تحت السرہ'' تو ہے مگر یہ سہو کاتب ہے، نچلی سطر میں ''تحت السرہ'' تھا وہ غلطی سے نظر سے چوکتے سے اوپر والی حدیث میں لکھ دیا۔ اگر انکا یہ وہم مان لیا جائے تو پھر نیچے والی روایت میں تحت السرہ کا لفظ نہیں رہنا چاہئے آخر دو سطروں میں دو جگہ ''تحت السرہ'' تو فوراً نظر آ جاتا ہے۔ تصحیح کے وقت اصل نسخہ میں ایک تحت السرہ ہوتا نقل میں ساتھ ساتھ دو جگہ نظر آئے تو یہ غلطی کبھی چھپی نہیں رہ سکتی اسلئے یہ محض وہم ہے وَانَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِ شَیْئًا. ''سوائکل کا م نہیں دیتی حق بات میں کچھ بھی۔''

دوسرا وہم:

دوسرا وہم یہ ہے کہ ابن ترکمانی، زیلعی، عینی وغیرہ نے اسکا ذکر نہیں کیا تو جب یہ معلوم ہوا کہ اس کے دو نسخے ہیں ایک میں یہ الفاظ ہیں ایک میں نہیں تو انکے پاس پہلا نسخہ ہو تو اس سے دوسرے نسخے کی نفی کیسے ہوگی۔ شیخ قاسم کے بعد ابن طولون حنفی (۹۵۳ھ)، علی متقی حنفی (۹۷۵ھ)، ملا علی قاری حنفی (۱۰۱۴ھ)، احمد شبلی حنفی (۱۰۲۷ھ)، شیخ عبدالحق حنفی (۱۰۵۲ھ)، محدث ایوب بن احمد خلوتی حنفی (۱۰۷۱ھ)، محدث حسن بن علی عجیمی مکی حنفی

(۱۱۱۳ھ)، محدث ابن الہادی السندھی (۱۱۳۹ھ)،محدث شیخ عبدالغنی نابلسی حنفی (۱۱۴۳ھ)، محدث محمد بن احمد عقیلہ کی حنفی (۱۱۵۰ھ)، شیخ محدث عبداللہ بن محمد اماسی حنفی شارح بخاری و مسلم (۱۱۶۷ھ)، شیخ محدث محمد بن حسن المعروف بابن ہمات حنفی (۱۱۷۵ھ)، شیخ محدث سید محمد مرتضیٰ زبیدی حنفی (۱۲۰۵ھ)، محدث فقیہ محمد ہبۃ اللہ بابلی (۱۲۲۴ھ)، محدث شھیر ابن عابدین (۱۲۵۲ھ)، شیخ محدث شاہ ولی اللہ حنفی (۱۲۷۶ھ)، شیخ محدث عبدالغنی مجددی المدنی (۱۲۹۶ھ)، شیخ محمد عبدالحی لکھنوی (۱۳۰۴ھ) وغیرہ ہم کسی نے اس حدیث کا انکار نہیں کیا۔

تیسرا وہم:

اپنی خواہش کے مخالف حدیث کو جھٹلانا بلکہ اس حدیث کو شہید کرنا غیر مقلدیت کی سرشت میں شامل ہے، پہلے دونوں وار کارگر نہ ہوئے تو اب تیسرا اور آخری وار کیا۔ جو پہلے دو سے بھی زیادہ بودا اور کمزور ہے بلکہ بیت عنکبوت سے بھی زیادہ کمزور ہے۔ اور وہ یہ کہ یہ حدیث مسند احمد اور دار قطنی میں ہے، اس میں ''تحت السرۃ'' نہیں ہے، اسلئے مصنف ابن ابی شیبہ میں بھی ''تحت السرۃ'' نہیں ہے۔

ازالہ:

اختلاف نسخہ کی پہلی مثال..... اگر یہ اعتراض بھی علم حدیث میں کوئی حیثیت رکھتا ہے تو اسی مسئلہ میں غیر مقلدین جو حدیث مسند احمد سے پیش کرتے ہیں۔

عن هلبؓ (الطائی) قال : رأیت النبی صلی الله علیه وسلم ینصرف عن یمینه و عن شماله و رأیتهٗ یضع هذه علی صدره وصف یحییٰ الیمنی علی الیسری فوق المفصل . (احمد)

ترجمہ..... ہلب طائی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ دائیں اور بائیں طرف سے پھرتے تھے اور میں نے دیکھا آپ نے اس کو اپنے سینے پر رکھا یحییٰ نے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر گٹ پر رکھ کر دکھایا۔

(۱)......اس حدیث کی سند اوپر سے یوں ہے: سفیان، سماک، قبیصہ، ھلب اس حدیث کو (۱) ترمذی، (۲) ابن ماجہ نے ابوالاحوص، سماک الخ سے روایت کیا ہے اور اسمیں صدرہ نہیں۔ دار قطنی نے (۳) عبدالرحمٰن بن المہدی اور (۴) وکیع عن سفیان سے اس کو روایت کیا ہے اسمیں علیٰ صدرہ نہیں پھر (۵) امام احمد نے خود وکیع عن سفیان سے اس کو روایت کیا ہے، اس میں علی صدرہ نہیں۔ پھر (۶) امام احمد نے ہی اس کو شریک عن سماک سے روایت کیا ہے اسمیں بھی علیٰ صدرہ نہیں ہے۔ اپنا فیصلہ یہاں بھی جاری کریں کہ ۶ جگہ علیٰ صدرہ نہیں صرف ایک جگہ ہے اس لئے علیٰ صدرہ تحریف ہے۔

(۲)......اس حدیث میں مرکزی راوی سماک بن حرب ہے اور وہ منفرد ہے: قـــــال النسائی اذا انفرد باصل لم یکن بحجة لانه کان یلقن فیتلقن. (میزان الاعتدال ج ۲/ص ۲۳۳) امام نسائی فرماتے ہیں جب وہ اکیلا ہو تو حجت نہیں کیونکہ وہ تلقین کو قبول کر لیتا تھا۔ پھر یہ سماک کوفی بھی ہے اور اہل کوفہ کی روایت کو صاحب حقیقۃ الفقہ نے نا قابل اعتماد قرار دیا ہے۔

(۳)......اس سند میں سفیان ثوری بھی ہیں جو اس حدیث کے خلاف ناف کے نیچے ہاتھ باندھتے تھے۔

(۴)......اس میں نماز کے بعد کا ذکر ہے کہ اس کو اپنے سینے پر رکھا، کوئی صاف معنی نہیں بنتا، نہ نماز کے اندر ہاتھ باندھنے کا معنی نکلتا ہے۔

(۵)......امام احمد بھی اس حدیث کو نہیں مانتے، ان کا ایک قول ''فوق السرۃ'' اور دوسرا ''تحت السرۃ'' کا ہے ''علیٰ صدرہ'' کا کوئی قول نہیں۔

(۶)......یحییٰ بن سعید نے دایاں ہاتھ بائیں گٹ پر رکھا، غیر مقلد دایاں ہاتھ بائیں کہنی پر رکھتے ہیں۔

(۷)......ابن عبدالبر نے ''التمہید'' میں اس حدیث میں ''علیٰ صدرہ'' ذکر نہیں کیا۔

(۸)......علامہ ہیثمی نے ''مجمع الزوائد'' میں مسند احمد کی تمام زائد احادیث لی ہیں اور اس روایت ''علی صدرہ'' والی کا ذکر تک نہیں۔

(۹)...... علامہ سیوطی نے ''جمع الجوامع'' میں مسند احمد کی روایات لی ہیں مگر اس روایت کا نشان تک نہیں۔

(۱۰)...... علی متقی نے ''کنز العمال'' میں مسند احمد کی روایات لی ہیں مگر اس میں ''علی صدرہ'' کا نشان تک نہیں بتایا۔

کیا ان دس دلائل قاہرہ سے آپکے اصول پر تحریف ثابت ہوگئی یا نہیں، اب ذرا مسند احمد کے حوالہ سے ''علیٰ صدرہٖ'' نقل کرنے والوں کے خلاف بھی گالیوں کا پلندہ شائع کرو۔

اختلاف نسخہ کی دوسری مثال...... اگر اس طرح تحریف ثابت ہوتی ہے تو جو حدیث غیر مقلدین صحیح ابن خزیمہ کے حوالہ سے سینے پر ہاتھ باندھنے کی پیش کرتے ہیں اس کا حال ملاحظہ فرمائیں:

(۱)...... یہ حدیث حضرت وائل بن حجرؓ سے ہے اور حضرت وائلؓ نے اپنی آخری زندگی ساری کوفہ میں گزاری ہے اور اہل کوفہ کا سینے پر ہاتھ باندھنا ہرگز ثابت نہیں، پس اس پر خود صحابی کا عمل ہی ثابت نہیں۔

(۲)...... حضرت وائلؓ سے انکے ایک صاحب زادہ علقمہ (احمد ج ۴/ص ۳۱۶، دارقطنی ج ۱/ص ۱۱۷، نسائی ج ۱/ص ۱۴۱) اور انکے دوسرے صاحبزادے عبدالجبار عن علقمہ واہل بیت و موالی لہم روایت کرتے ہیں۔ (مسلم ج ۱/ص ۱۷۳، ابوداؤد ج ۱/ص ۱۱۲، بیہقی ج ۲/ص ۲۶، احمد ج ۴/ص ۳۱۸، دارمی ج ۱/ص ۱۶۴) مگر کسی روایت میں نہ ''علی صدرہ'' ہے اور نہ ہی حضرت وائلؓ کے خاندان میں سے کسی ایک کا سینے پر ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا ثابت ہے۔

(۳)...... عاصم بن کلیب سے شعبہ (احمد ج ۴/ص ۳۱۹) عبدالواحد (ایضاً ج ۴/ص ۳۱۶) زہیر بن معاویہ (ایضاً ج ۴/ص ۳۱۸) زائدہ (ایضاً ج ۴/ص ۳۱۸) بشر بن المفضل (ابوداؤد ج ۱/ص ۱۱۲) عبداللہ بن ادریس (ابن ماجہ/ص ۵۹) سلام بن سلیم (طیالسی ص ۱۳۷) خالد بن عبداللہ (بیہقی ج ۲/ص ۳۱) روایت کرتے ہیں اور کسی ایک روایت میں بھی علیٰ صدرہ نہیں ہے۔

(۴)......عاصم سے صرف سفیان ثوری کی سند میں ہے اور وہ اس کے خلاف زیر ناف ہاتھ باندھتے ہیں۔ (شرح المہذب ج ۳/ص ۳۱۳، مغنی ابن قدامہ ج ۱/ص ۵۱۹)

(۵)......اسکے بعد مؤمل بن اسماعیل کا انفراد اور ضعف بھی بیان ہو چکا۔

اب فرمائیے! اس کو آپ تحریف کہیں گے؟ محمد حیات سندھی، محمد فاخر الہ آبادی اور مبارک پوری نے اس کو تحریف نہیں، سہو کاتب کہا تھا، جوان کا وہم تھا۔ جبکہ ان تین غیر مقلدوں کے علاوہ کسی حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی نے اسکو سہو کاتب بھی نہیں کہا۔ مگر آج کے لونڈے اپنے علماء کے بھی منہ آ رہے ہیں، انکو انڈیا کے ایک غیر مقلد عالم نے دردمندانہ پیغام میں کہا ہے "ایک اور المیہ یہ بھی ہے کہ علماء کے علاوہ جماعت کے عوام تک ادھر ادھر سے دو چار مسائل جان لینے کے بعد خود کو اس قابل سمجھنے لگتے ہیں کہ ہر مسئلے میں بڑے سے بڑے عالم سے الجھنے لگیں۔ علماء سے بحث و مباحثہ اور ان پر تنقید کو اپنا مستقل مشغلہ بنا لیتے ہیں اور اس مذموم حرکت کو بہت بڑا دینی کارنامہ تصور کرنے لگتے ہیں اور ساتھ ہی بڑے فخر سے یہ کہا کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین عمر فاروق ؓ کو جب ایک معمولی بڑھیا نے سختی سے ٹوک دیا تھا تو یہ علماء ان سے بڑے مرتبے والے تو نہیں۔ کاش ان اللہ کے بندوں کو معلوم ہوتا کہ وہ لوگ امیر المؤمنین کو صرف ٹوکتے ہی نہیں تھے بلکہ دل کی گہرائیوں سے ان کا ادب و احترام بھی کرتے تھے اور ان لوگوں کے اندر امیر کی اطاعت کا بھرپور جذبہ بھی پایا جاتا تھا لیکن سچی بات تو یہ ہے کہ عوام کو یہ جرأت رندانہ بخشنے والے اور بات بات پر علماء سے الجھنے کا مزاج بنانے والے بھی ہمارے بعض کم اندیش اور ناتجربہ کار علماء ہی ہیں۔ یہ لوگ عوام کے ذہنوں میں یہ بات بٹھا دیتے ہیں کہ کسی حکمران یا عالم کو ٹوکنا بہت بڑا جہاد ہے اور دینی کارنامہ ہے، کاش! یہ حضرات سمجھ سکتے کہ انکا دیا ہوا یہ سبق کل ان ہی کے آگے دہرایا جائے گا۔" (ہفت روزہ ترجمان دہلی ص ۸، ۲۱ اکتوبر ۱۹۹۴ء)

اختلاف نسخہ کی تیسری مثال:

(۱)......تمام غیر مقلدین اہل السنۃ والجماعۃ کی ضد میں وتر میں دو رکعتوں کے بعد قعدہ نہیں

کرتے، وہ مستدرک حاکم کے حوالہ سے ایک حدیث نقل کرتے ہیں لا یقعد الا فی آخر ھن مگر یہ مستدرک کے اکثر نسخوں میں نہیں ہے۔ علامہ زیلعی، شیخ ابن ہمام، علامہ عینی، سید مرتضی زبیدی سب نے لا یقعد کی جگہ لا یسلم ہی نقل کیا ہے لیکن وہ چونکہ غیر مقلدین کی خواہش کے موافق ہے اس لئے قبول ہے اس کو تحریف نہیں کہیں گے۔

ابوداؤد:

(۲)......ابوداؤد سے سینے پر ہاتھ باندھنے کی حدیث ابن الاعرابی کے نسخہ میں ہے۔ لؤلؤی جو آخری نسخہ ہے اسمیں بالکل نہیں مگر اس کو تحریف نہیں کہتے۔

(۳)......ابوداؤد شریف میں ہی یہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ترک رفع یدین والی حدیث کے بارے میں انہوں نے فرمایا ہے: لیس بصحیح بھذا اللفظ یہ عبارت ابوداؤد کے اکثر نسخوں میں نہیں ہے۔ ابن الاعرابی کے نسخہ میں بھی بریکٹ میں ہے اور ابوداؤد کے آخری اور صحیح ترین نسخے لؤلؤی میں نہیں ہے۔ جب آخری نسخہ سے خود ابوداؤد نے اس کو نکال دیا تو اب دوبارہ اس کو ابوداؤد میں داخل کرنے کی ضرورت کیا تھی، صرف خواہش نفسانی۔

(۴)......مگر ابوداؤد شریف میں ہی بعض نسخوں میں ابی بن کعبؓ کی حدیث میں عشرین رکعۃ ہے، چونکہ یہ روافض کی تقلید میں بیس رکعت تراویح کا انکار کرتے ہیں اس لئے اس نسخہ کا انکار کر دیا، اب بجائے اس کے کہ انکار حدیث پر کچھ شرم کرتے الٹا شور مچا دیا کہ دیوبندیوں نے تحریف کر دی۔ ان کے شیخ الحدیث سلطان محمود جلال پوری نے اس پر پورا رسالہ لکھ مارا، اس کو کہتے ہیں:

چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد

علامہ ذہبی نے سیر اعلام النبلاء ج ۱/ص ۴۰۰ پر ابوداؤد سے سند کے ساتھ عشرین رکعۃ (بیس رکعت) ہی نقل کیا ہے۔ اس کتاب کے محققین شعیب الارنوط اور حسین الاسد نے بھی اسکی حاشیہ میں تائید کی ہے۔ ذہبی کا وصال ۷۴۸ھ ہے اس وقت سے

لے کر آج تک کسی حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، محدث نے اس نسخہ کا انکار نہیں کیا۔ اس کے انکار کی لعنت جلالپوری کے چہرہ پر برسی اور انکار پر شرم کرنے کی بجائے الٹا اسے تحریف کا نام دیا۔

(۵)......حضرات انبیاء علیہم السلام کو جھٹلانے کی جو عادات یہود میں تھیں احادیث رسول کو جھٹلانے میں غیر مقلدین نے یہود کا ریکارڈ توڑ دیا ہے۔ مسند الحمیدی میں ایک نہایت صحیح السند حدیث ترک رفع یدین پر ہے جو ان کے اس جھوٹ کے خلاف ہے کہ آنحضرت ﷺ ہمیشہ رفع یدین کرتے رہے۔ ان کو چاہئے تھا کہ اس صحیح حدیث کے بعد اپنے جھوٹ سے توبہ کر لیتے ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے، مگر اپنے جھوٹ سے توبہ کرنے کی بجائے الٹا اس حدیث کا انکار کر دیا کہ یہ حدیث دمشق کے مکتبہ ظاہریہ کے نسخہ میں نہیں۔ سوال یہ ہے کہ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمی نے جن نسخوں کو سامنے رکھ کر آڈٹ کیا ہے، کیا ان نسخوں میں نہیں ہے؟ کوئی ماں کا لعل ثابت کر سکتا ہے کہ کسی نسخہ میں نہیں۔ جب ان نسخوں میں یقیناً ہے تو اب اس کا انکار یقیناً صحیح حدیث کا انکار ہے اور اپنے اس گناہ کو چھپانے کیلئے دوسروں کو تحریف کا الزام دینا اس سے بھی بڑا گناہ ہے۔

(۶)......اسی طرح صحیح ابوعوانہ میں نہایت صحیح سند سے ترک رفع یدین کی حدیث ہے جس کو ماننا ان کے مذہب کی موت ہے، اس کے انکار کیلئے پہلے تو تحریف معنوی کرتے رہے کہ لا یرفع پیچھے نہیں آگے لگتا ہے اور غتربود کے لطیفے کو دہراتے رہے۔ مشہور ہے کہ ایک طالب علم نے سعدی کا یہ شعر پڑھا:

سعدی کہ گوئے بلاغت ربود

در ایام ابوبکر بن سعد بود

اس نے بلاغت کی غت کو پیچھے لگانے کی بجائے آگے لگا دیا اور استاد سے پوچھا کہ غتربود کا کیا معنی ہے؟ یہی کچھ اس منکر حدیث فرقے نے حدیث ابوعوانہ کے ساتھ کیا۔ پھر جب ہر طرف سے اپنوں اور بیگانوں نے ملامت کی تو اب یہ شور مچا دیا کہ ایک نسخہ میں ''و'' زائد مل گئی ہے۔ سوال یہ ہے کہ جن نسخوں کا حوالہ آڈٹ کرنے والوں نے دیا ہے ان نسخوں میں یہ حدیث اسی طرح ہے تو حدیث ثابت ہو گئی، اس کا انکار کر کے منکرین حدیث

کی جماعت میں آپ شامل ہوگئے ہیں۔

جس طرح قرآن وحدیث روافض کی خواہشات نفسانی کے خلاف ہے تو وہ یہ نہیں کہتے کہ ہم قرآن وسنت کو اس لئے نہیں مانتے کہ اس سے ہماری خواہشات نفس پامال ہوتی ہیں بلکہ یہ کہتے ہیں کہ قرآن وسنت میں صحابہ کرام نے تحریف کردی ہے، اس لئے ہم نہیں مانتے۔ اسی طرح چھوٹے رافضی جن احادیث صحیحہ کو اپنی خواہشات نفسانی کے خلاف پاتے ہیں ان کو ماننے سے انکار کردیتے ہیں اور انکار کی وجہ یہ بتاتے ہیں اہل السنۃ والجماعۃ احناف نے قرآن وحدیث میں تحریف کردی ہے۔ اس عقیدہ میں دونوں متفق ہیں کہ قرآن وحدیث میں تحریف ہوچکی ہے، صرف اختلاف اس میں ہے کہ تحریف صحابہ نے کی یا اہل السنۃ والجماعۃ نے۔ لیکن اس طرح انکار حدیث کر کے یہ اپنی ہی دنیا اور دین بگاڑتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو توبہ کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

فقط محمد امین صفدر

۱/۱۱/۹۴